دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی

السلام علیکم

عرض ہے کہ میری بیٹی حسن کی عمر اٹھارہ سال
ہے یہ چار سال پہلے کی بات ہے جب وہ چودہ سال کی تھی اور بالغ تھی
آٹھویں جماعت میں پڑھتی تھی کیونکہ میری بیٹی نابینا ہے ۔ اور نابینا سکول میں
پڑھتی تھی اسکی کلاس میں کل چار بچیاں تھیں رمضان کا مہینہ تھا یہ روزے
سے تھی کہ اسکی انگلی میں چوٹ لگ گئی اور خون نکل آیا اسکی کلاس کی لڑکیوں نے
کہا کہ تمہارا روزہ ٹوٹ گیا تم پانی پی لو چاروں بچیاں یک زبان ہو گئیں کہ
تمہارا روزہ ٹوٹ گیا اور پانی پینے پر زور دینے لگیں بقول میری بیٹی
"شک" میں پڑ گئی اور میں نے پانی پی لیا ایک گھونٹ ۔ مگر گھر آ کر اس نے
مجھے بتایا تو میں نے افطار تک اسے کچھ کھانے پینے نہیں دیا اب پوچھنا یہ ہے
کہ اس روزہ کی قضا ایک ہی روزہ ہوگا
یا ساٹھ روزے رکھنے ہوں گے
جب سے بیٹی سمجھدار ہوئی ہے اس سلسلے میں بہت فکر لگی رہتی ہے
اس سلسلے میں رہنمائی فرمائیں

خیر اندیش
والدہ [illegible]

دار الافتاء
نمبر 29/1443
[illegible]

(جواب فلسکیپ پر ہے)

الجواب حامداً ومصلیاً

صورت مسؤلہ میں آپکی بیٹی پر شرعاً لازم تھا کہ وہ کسی بھی مستند عالم دین سے مسئلہ پوچھ کر عمل کرتیں، بچیوں کے مسئلہ بتانے پر اعتماد کرنا جائز نہیں تھا، لہذا بالغ ہونے کی حالت میں بلا عذر فرض روزہ توڑنے کی وجہ سے آپکی صاحبزادی پر قضاء اور کفارہ دونوں لازم ہیں، ایک روزہ تو قضاء کے طور پر رکھنا ہوگا، اسکے علاوہ دو ماہ مسلسل یعنی ساٹھ روزے بطور کفارہ لازم ہیں، بیچ میں ایام کے دن معاف ہیں یعنی ان میں روزہ نہیں رکھا جائیگا، البتہ پاک ہوتے ہی فوراً روزہ رکھنا ضروری ہوگا؛ کیونکہ یہ ساٹھ روزے مسلسل رکھے جاتے ہیں، بیچ میں کسی دن کو چھوڑنے سے کفارہ ادا نہیں ہوگا (اخذ و تقریب بتصرف: ۸۳۳/۷۰) البتہ اگر دو ماہ مسلسل روزہ رکھنے پر بالکل قدرت نہ ہو تو ایسی صورت میں ایک دن صبح و شام ساٹھ مسکینوں کو یا ایک مسکین کو صبح شام ساٹھ دن تک کھانا کھلا دینے سے کفارہ ادا ہو جائیگا، البتہ اگر کھانا کھلانے کے دوران ناغہ ہو جائے تو کچھ حرج نہیں۔ (بہشتی زیور حصہ دوم)

لما فی الدر المختار (۲/ ۴۱۱)

(احتجم) أي فعل ما لا يظن الفطر به كفصد وكحل ولمس وجماع بهيمة بلا إنزال أو إدخال أصبع في دبر ونحو ذلك (فظن فطره به فأكل عمدا قضى) في الصور كلها (وكفر) لأنه ظن في غير محله حتى لو أفتاه مفت يعتمد على قوله أو سمع حديثا ولم يعلم تأويله لم يكفر للشبهة وإن أخطأ المفتي ولم يثبت الأثر إلا في الأذهان وكذا الغيبة عند العامة زيلعي لكن جعلها في الملتقى كالحجامة ورجحه في البحر للشبهة (ككفارة المظاهر) الثابتة بالكتاب، وأما هذه فبالسنة ومن ثم شبهوها بها.

وفی الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) (۲/ ۴۱۱)

(قوله: يعتمد على قوله) كحنبلي يرى الحجامة مفطرة إمداد قال في البحر: لأن العامي يجب عليه تقليد العالم إذا كان يعتمد على فتواه ثم قال وقد علم من هذا أن مذهب العامي فتوى مفتيه من غير تقييد بمذهب ولهذا قال في الفتح: الحكم في حق العامي فتوى مفتيه، وفي النهاية ويشترط أن يكون المفتي ممن يؤخذ منه الفقه ويعتمد على فتواه في البلدة وحينئذ تصير فتواه شبهة ولا معتبر بغيره. اهـ

وبه يظهر أن "يعتمد" مبني للمجهول فلا يكفي اعتماد المستفتي وحده فافهم

وفی مجمع الأنهر في شرح ملتقى الأبحر (۱/ ۲۴۰)

دار الإفتاء

Scanned by CamScanner

(وكذا) أي يجب القضاء والكفارة (لو احتجم) الصائم (أو اغتاب) من الغيبة (فظن أنه) أي كل واحد من الاحتجام والاغتياب (فطره فأكل عمدا) لعدم الفطر صورة ومعنى.

وفي بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع (٥/ ٩٥)

وقال الله تعالى في كفارة الظهار: ﴿**والذين يظاهرون من نسائهم ثم يعودون لما قالوا فتحرير رقبة من قبل أن يتماسا**﴾ [المجادلة: ٣] إلى قوله تعالى: ﴿**فمن لم يجد فصيام شهرين متتابعين من قبل أن يتماسا فمن لم يستطع فإطعام ستين مسكينا**﴾ [المجادلة: ٤]

وفي بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع (٥/ ٩٦)

والواجب في كفارة الظهار والإفطار ما هو الواجب في كفارة القتل وزيادة الإطعام إذا لم يستطع الصيام؛ لقوله عز شأنه: ﴿**فمن لم يستطع فإطعام ستين مسكينا**﴾ [المجادلة: ٤]، وكذا الواجب في كفارة الإفطار لما روينا من الحديث..... **والله تعالى أعلم**

بندہ طارق
عزیز طارق بلوانی غفرلہ ولوالدیہ
دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی
١٦/ ذوقعدہ/ ١٤٣٧ھ
٢٠/ اگست/ ٢٠١٦ء

الجواب صحیح
سہل ...
١٦/ ١١/ ١٤٣٧ھ

الجواب صحیح
محمود اشرف عفا اللہ عنہ
١٦/ ١١/ ١٤٣٧ھ

الجواب صحیح
١٦/ ١١/ ١٤٣٧ھ

الجواب صحیح
اصغر علی ربانی
١٦/ ١١/ ١٤٣٧ھ

Scanned by CamScanner